مفتی دار العلوم دیوبند، انڈیا کے نام مراسلہ
محمد سرور ☆

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

محترم و مکرم جناب مفتی دار العلوم دیوبند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کو معلوم ہے کہ خانۂ کعبہ اور مسجد ِنبوی میں نماز کے بعد اجتماعی دعا نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں سعودی عرب کے افتاء سے متعلق علماءِ کبار کی ایک مستقل کمیٹی کا فتویٰ ہفت روزہ 'اہلحدیث' لاہور میں ۷/فروری ۱۹۸۶ء کو چھپا تھا، اس کا اقتباس حاشیہ میں ملاحظہ کریں۔ ①

---

① فتویٰ کی اصل عبارت یہ ہے: ''عبادات کی تمام اقسام توقیفی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ہیئات و کیفیات اور ان کا طریق کار کتاب و سنت سے ثابت ہونا چاہئے۔ سوالِ مذکورہ میں نماز کے بعد اجتماعی دعا کی جو صورت ہے، اس کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کے قول و عمل اور تقریر سے نہیں ملتا...... سلام پھیرنے کے بعد جو امام ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر اس کے پیچھے آمین کہتے جاتے ہیں ان سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے اس عمل کا ثبوت کتاب و سنت سے پیش کریں بصورتِ دیگر اس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ وہ ناقابل قبول اور مردود ہے۔'' (ہفت روزہ اہلحدیث: ص ۴، ترجمہ از حافظ عبدالستار حماد)

☆ محمد سرور صاحب سفید ریش بزرگ آدمی ہیں، مسلکی اعتبار سے حنفی ہیں مگر متعصب نہیں بلکہ جو بات قرآن و سنت سے اَقرب ثابت ہو جائے اسی کو حق سمجھ کر اختیار کر لیتے ہیں۔ موصوف کا مذکورہ موضوع پر ایک مضمون بعنوان 'دعا بعد الفرائض میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں' ماہنامہ 'القاسم' (نوشہرہ) کے مارچ ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس پر مولانا عبد المعبود صاحب نے تنقیدی مضمون لکھا جو القاسم ہی کے اپریل ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں شائع ہوا، پھر اس کے جواب میں سرور صاحب نے ایک اور مضمون یکم مئی ۲۰۰۳ء کو 'القاسم' کو بھجوایا مگر انہوں نے یہ کہتے ہوئے اس مضمون کی اشاعت سے معذرت کر لی کہ ''ماہنامہ 'القاسم' کی اشاعتی کمیٹی اور ممبرانِ شوریٰ نے 'دعا بعد الفرائض' پر بحث کو مزید آگے بڑھانے سے روک دیا ہے۔'' پھر موصوف نے ماہنامہ 'القاسم' نوشہرہ کے ساتھ مذکورہ بالا خط و کتابت اور دار العلوم دیوبند کو ۱۵/فروری ۲۰۰۳ء کو تحریر کردہ خط کی ایک کاپی ہمیں بھجوائی، اس خط کو یہاں قارئین محدث کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ اس مسئلہ پر حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کا ایک تفصیلی مضمون ماہنامہ محدث کے مئی ۲۰۰۳ء کے شمارے میں بھی شائع ہوچکا ہے۔ ادارہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں اہلحدیث کی اکثر و بیشتر مساجد میں بھی نماز کے بعد اجتماعی دعا نہیں ہوتی۔ دعاء بعد الفرائض انفراداً، سراً اور بلا رفع یدین ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہلحدیث عالم جناب شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکاتؒ گوجرانوالہ کے فتویٰ (جو ہفت روزہ 'الاسلام' لاہور میں ۳۱؍جنوری ۱۹۸۶ء کو چھپا تھا) کی فوٹو کاپی بھی ارسالِ خدمت ہے۔ ①

جہاں تک پاکستانی حنفی دیوبندی علما کا تعلق ہے؛ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے تلمیذ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ اپنی مسائل نماز پر مستند کتاب 'عمادالدین' جو انہوں نے ۲؍شعبان ۱۳۷۴ھ کو لاہور سے شائع کرائی تھی، اس کے صفحہ ۳۶۵ پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں:

''الغرض نماز کے سلام کے بعد امام اور اس کے مقتدیوں کا مل کر دعاء مانگنا بدعتِ سیئہ ہے۔''

ان کی اس کتاب کے صفحہ ۳۶۴ اور ۳۶۵ کی فوٹو کاپی بھی پیش خدمت ہے۔ ②

---

① مولانا کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں: ''صحابہ کرامؓ نے نماز کے اندر اور باہر کے تمام مسائل ہم تک پہنچا دیے اور اگر سید الانبیاء سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے اور مقتدی آمین کہتے تو یہ ایک اہم مسئلہ انہوں نے ہم تک کیوں نہیں پہنچایا۔ اگر آپؐ دُعا کرتے تو ہم تک تواتر کے ساتھ بات پہنچتی حالانکہ احادیث کی اوّل سے لے کر آخر کتاب تک کا مطالعہ کرکے دیکھیں کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں۔ صحابہؓ نے نبیؐ کے ہر شعبہ زندگی کے آداب حتیٰ کہ بیت الخلا میں بیٹھنے اور زندگی میں اَزواج سے تعلقات تک کے آداب ہم تک پہنچائے۔ نیز نماز فرض کے بعد انفرادی قسم کے تمام آداب بتائے ہیں۔ اجتماعی دُعا کی تو ان تمام سے زیادہ اہمیت ہے، اگر سید الانبیاءؐ نے فرض نماز کے بعد اجتماعی دُعا کی اور مقتدی صحابہ کرامؓ نے آمین کہی تو صحابہؓ نے یہ مسئلہ کیوں پوشیدہ رکھا۔ آیا صحابہؓ کو اسی دعا سے نعوذ باللہ دشمنی تھی، حاشا و کلا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سید الانبیاءؐ نے نماز کے بعد دُعا نہیں کی ...... صحیح بات یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد مروّجہ دُعا نہ نبیؐ سے ثابت ہے اور نہ خلفاء راشدین سے اور نہ ائمہ اربعہ کے متبعین سے۔'' (ہفت روزہ 'الاسلام' لاہور، ص۸)

② مولانا دلاوریؒ ''یہ بدعت کیونکر رائج ہوئی؟'' کے جواب میں لکھتے ہیں:

''حسبِ روایت ترمذی و نسائی فرض نماز کے سلام کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ چونکہ سلام کے بعد امام اور مقتدی سب ہی اپنی اپنی حاجات کے لئے دست بدعا ہو جاتے تھے۔ اس انفرادی دعا نے اجتماعی دعا کا رنگ اختیار کرلیا۔ یہاں تک کہ یہ بدعت لوگوں پر ہر جگہ مسلط و محیط ہو گئی۔''

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''میں امام کے ساتھ دعا نہیں مانگتا۔ بلکہ امام سے پہلے یا پیچھے یا کبھی ساتھ ہی اپنی الگ دُعا شروع کرتا اور امام سے پہلے یا پیچھے ختم کر دیتا ہوں۔ یہی میرا معمول ہے اگر دوسرے لوگ بھی اسی طرح امام سے علیحدہ ایسی دعائیں مانگیں تو وہ بھی بدعت کے خوفناک چنگل سے نجات پاسکتے ہیں۔''

www.KitaboSunnat.com

❀ مشہور و معروف پاکستانی دیوبندی عالم فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی رشید احمدؒ بانی ہفت روزہ 'ضربِ مؤمن' اور روزنامہ 'اسلام' اپنی تالیف 'نمازوں کے بعد دعا، یعنی **زبدة الکلمات في حکم الدعاء بعد الصلوة** میں احادیث، عباراتِ فقہ، **الروایات المزیدة** اور **العبارات المزیدة** کے تحت پوری تحقیقات کے بعد صفحات ۱۹ اور ۲۰ پر مندرجہ ذیل فتویٰ جاری فرما چکے ہیں:

''حاصل کلام: زبدة الکلمات مع ضمیمہ میں مندرجہ تحقیقات کا حاصل یہ ہے:

① نماز کے بعد دعا کا مروّجہ طریقہ بالاجماع بدعتِ قبیحہ ہے۔

② دعا بعد الفرائض میں رفع یدین نہیں، **إلا أن یدعو أحیانا لحاجة خاصة**

③ امام مالک و امام طرطوشی اور ان دونوں کے احباب رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر نماز کے بعد فارغ ہوتے ہی فوراً امام کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا لازم ہے۔

④ عندالاحناف رحمہم اللہ تعالیٰ بھی امام کا فجر و عصر کے سوا، نماز کے بعد تین بار استغفار اور دعا **اللھم أنت السلام**... الخ سے زیادہ دیر بیٹھنا مکروہ ہے، اس دعا میں نہ رفع یدین ہے نہ اجتماعیت، امام اور مقتدی ہر شخص بلا رفع یدین، سراً وانفراداً یہ مختصر سی دعا مانگ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔

فجر و عصر کے بعد بیٹھنا اس شرط سے جائز ہے کہ اوراد واَدعیہ میں امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی رابطہ نہ رہے، نماز کے بعد کی دعا میں اجتماعیت بدعت ہے، امام ہو یا مقتدی ہر شخص اپنے طور پر انفراداً سراً بلا رفع یدین دعا مانگے، فرض کے بعد کی دعا میں رفع یدین نہیں، البتہ کبھی کبھار کسی خاص ضرورت سے کوئی دعا مانگنا چاہے تو رفع یدین کر سکتا ہے۔ مگر دوسروں کے سامنے التزام نہ کرے تاکہ کسی کو فرض کے بعد کی دعا میں رفع یدین کے مسنون ہونے کا شبہ نہ ہو۔

⑤ نوافل کے بعد انفراداً ہاتھ اٹھا کر طویل دعا مسنون ہے۔

⑥ دعا کے لئے اجتماع بدعت ہے، البتہ کسی دوسرے مقصد کے لئے اجتماع ہو تو اس میں اجتماعی دعا جائز ہے۔ **واللہ الهادي إلی سبیل الرشاد وهو العاصم من المحدثات في الدین والبدع والضلال**'' (۹ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ)

www.KitaboSunnat.com

اس تالیف کے صفحات ۲۰ تا ۲۴ پر مذکورہ بالا فتویٰ کی تائید و موافقت میں عصر حاضر اور ماضی قریب کے اکابر کی تحریرات بھی كلمة الجامع کے زیر عنوان پیش کی گئی ہیں۔

یہ فتویٰ مندرجہ ذیل آیاتِ مبارکہ کے بھی عین موافق معلوم ہوتا ہے:

{اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ}

''تم اپنے رب سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی۔ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

{وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ}

''اور اے شخص! اپنے ربّ کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام۔ اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔''

مذکورہ بالا تالیف کا ایک نسخہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔

اگرچہ پاکستان میں حنفی دیوبندی مساجد میں بھی یہ نماز کے بعد اجتماعی دعا اور دعا بعد الفرائض میں رفع یدین کی بدعت آہستہ آہستہ ترک ہورہی ہے، لیکن چونکہ احناف میں یہ بدعت چھا چکی ہے، اسلئے اس کے ترک کرنے کی رفتار بہت سست ہے۔ حنفی لوگ اس بدعت کو سنت سمجھنے لگ گئے تھے۔ مذکورہ بالا فتویٰ کی بھی مناسب تشہیر نہیں ہوسکی کیونکہ یہ فتویٰ اس تالیف کے اَوراق میں ہی دب کر رہ گیا اور حنفی حضرات کے علم میں آہی نہیں سکا۔ لہٰذا یہ بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس فتویٰ کی خوب تشہیر ہو تاکہ عوام اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

اُمید ہے کہ آپ بھی مذکورہ بالا فتویٰ سے پوری طرح متفق ہوں گے۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس فتویٰ کو اپنے تائیدی نوٹ کے ساتھ ماہنامہ 'دارالعلوم دیوبند' کی اگلی اشاعت میں شائع کروا کر اس بدعت سے حنفی مسلمانوں کے نجات پانے میں مدد و رہنمائی فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں کیونکہ آپ کا ادارہ دنیا میں حنفی علما کا قدیم مرکز ہے اگر آپ براہِ کرم عریضہ ہذا کی وصولی سے مطلع فرما سکیں تو آپ کا احسان ہوگا۔

آپ کا دعاگو اور خیر اندیش

چوہدری محمد سرور مکان نمبر ۱۱، ای ون، حاجی چنن دین روڈ، جوہر ٹاؤن لاہور، پاکستان

www.KitaboSunnat.com